ستمبر 2022ء، ربیع الاول 1444ھ
شمارہ 268

بیاد
الشاہ امام احمد رضا خان قادری

ماہنامہ
جہانِ رضا
لاہور

- ★ احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی ★ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے تقاضے
- ★ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد ★ انسانیت مذہب سے بالاتر ہے؟
- ★ صدر الشریعہ اور تکریم علوم اسلامی ★ انگریز اسٹیشن ماسٹر
- ★ لیموں پانی کے 8 انوکھے کمالات ★ فتنۂ صلح کلیت تعریف و پہچان
- ★ فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادیگی کا حکم
- ★ قصہ ہاروت و ماروت کی شرعی حیثیت
- ★ نباض قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری حیات وخدمات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

شمارہ ۲۶۸/ ستمبر ۲۰۲۲ء / ربیع الاول ۱۴۴۴ھ جلد ۳۰

بیاد مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

فہرست

زر تعاون فی پرچہ -/50 روپے

سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/800

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

0321-4477511

042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی

محمد ذاکر حسین قادری منظوری

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت مولانا مفتی شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمۃُ الرَّحمٰن نے اپنی تحریر وتقریر سے برِعظیم (پاک وہند) کے مسلمانوں کے عقیدہ وعمل کی اصلاح فرمائی، آپ کے ملفوظات جس طرح ایک صدی پہلے راہنما تھے، آج بھی مشعل راہ ہیں، دورِ حاضر میں ان پر عمل کی ضرورت مزید بڑھ چکی ہے۔

(1) آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت ہیں۔ اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں۔ جب تک باپ کو راضی نہ کرے گا اُس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عملِ نیک اَصلاً قبول نہ ہوگا۔ عذابِ آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلا نازِل ہوگی۔ مرتے وقت مَعاذَ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج24، ص384)

(2) جسم کے حق میں کبھی کبھی ہلکا بخار، زکام، دردِ سر اور ان کے مثل ہلکے امراض بلا نہیں نعمت ہیں، بلکہ ان کا نہ ہونا بَلا ہے، مردانِ خدا پر اگر چالیس دن گزریں کہ کوئی عِلّت وقِلّت نہ پہنچے (یعنی بیماری و پریشانی نہ آئے) تو اِستغفار و اِنابت فرماتے ہیں (یعنی توبہ کرتے اور رجوع لاتے ہیں) کہ مَبادا باگ ڈھیلی نہ کر دی گئی ہو (یعنی جس طرح نافرمانوں کو گناہوں کی وجہ سے ڈھیل دیدی جاتی ہے، کہیں ایسا ہی معاملہ ہمارے ساتھ نہ ہو)۔ (فضائلِ دعا، ص173)

(3) ”شریعت“ تمام اَحکامِ جِسم وجان وروح وقلب وجملہ علومِ الٰہیہ ومعارفِ نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت ومعرفت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج21، ص523)

(4) طریقت میں جو کچھ مُنکَشِف ہوتا ہے شریعت ہی کے اِتباع کا صدقہ ہے، ورنہ بے اِتباعِ شَرع بڑے بڑے کَشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو ہوتے ہیں، پھر وہ

کہاں تک لے جاتے ہیں، اسے نارِ جَحیم وعَذَابِ اَلیم تک پہنچاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج21، ص524)

(5) عبادت محض لِوَجْهِ الله (یعنی صرف الله کی رضا کے لئے) ہونا چاہیے، کبھی اپنے اَعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمالِ حَسَنہ اُس (الله عَزَّوَجَلَّ) کی کسی ایک (بھی) نعمت کا جو اُس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہے، بدلہ نہیں ہو سکتے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص281)

(6) مالِ حرام قابلِ قبول نہیں، نہ اُسے راہِ خدا میں صَرف (خرچ) کرنا رَوا (جائز)، نہ اُس پر ثواب ہے بلکہ بَزا وَبال ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج21، ص105)

(7) سُنّی مسلمان کو دین پر اِعتِقاد ایسا چاہئے کہ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ وَاِنْ حُرِّقْتَ اگر کوئی جلا کر خاک کر دے تو دین سے نہ پھرے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج21، ص154 ملخصاً)

(8) سَاتِرِ عورت (ستر کو چھپانے والے کپڑوں) کا ایسا چُست ہونا کہ عُضْو کا پورا انداز بتائے۔ یہ بھی ایک طرح کی بے سَتْری (بے پردگی) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج22، ص163 ملخصاً)

(9) کھانا کھاتے وقت نہ بولنے کا اِلتِزام (لازم) کر لینا مَجُوس (یعنی آتش پرستوں) کی عادت ہے اور مکروہ ہے۔ اور لغو باتیں کرنا یہ ہر وقت مکروہ، اور ذکرِ خیر کرنا یہ جائز ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص448 ملخصاً)

(10) جاہل بوجہ جُہل اپنی عبادت میں سو (100) گناہ کر لیتا ہے۔ اور مصیبت یہ کہ انہیں گناہ بھی نہیں جانتا۔ اور عالِمِ دین اپنے گناہ میں وہ حصہ خوف وندامَت کا رکھتا ہے کہ اسے جلد نجات بخشتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج23، ص687)

(11) نعت شریف ذِکرِ اَقدَس ہے اور اِس کا خوش اِلحانی سے ہونا مُورِثِ زیادتِ شوق و محبت۔ (فتاویٰ رضویہ، ج23، ص754)

(12) اَشرار (بُرے لوگوں) کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان اُٹھاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج24، ص314)۔

تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے تقاضے

از! بلال احمد شاہ ھاشمی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:40)

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورۃ الاعراف ۱۵۸)

ترجمہ! تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس فرمان الٰہی سے بھی معلوم ہوا کہ مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری انسانیت کی طرف علی وجہ الکمال نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ جیسا کہ آیت میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کہیں ,لفظ "الناس" استغراق کو شامل ہے لہٰذا ''الناس'' میں ہر وہ چیز شامل ہوگی جس پر لفظ "انسان" کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان رحمت نشان بھی اس پر شاہد ہے کہ " مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کردی گئی۔ (مسلم، کتاب المساجد)

معلوم ہوا کہ آپ جمیع مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ پر نبوت ختم کردی گئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به يعجبون له يقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وانا خاتم النبيين

ترجمہ! میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیا علیہم السلام کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اس نے اسے نہایت حسین وجمیل بنایا۔ علاوہ ایک اینٹ کی جگہ کے جو کونے میں ہے لوگ

اسکے اردگرد گھومتے ہیں (دیکھنے کے لیے) اور تعجب کرتے ہیں کہ یہاں (جو جگہ خالی ہے) اینٹ کیوں نہیں لگائے؟ تو (فرمایا) میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظی و معنوی دونوں اعتبار سے خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں۔یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔آپ خاتم النبیین بھی ہیں اور خاتم المرسلین بھی ہیں۔آپ کے زمانہ یا بعد میں کسی بھی نوعیت کا نیا نبی نہیں آ سکتا۔ ظلی،امتی نبی،تشریعی،غیر تشریعی نبی کوئی بھی نہیں آ سکتا۔جو کسی بھی اعتبار سے نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا،مکار،کذاب تو ہے مگر نبوت و رسالت جیسے عظیم منصب کا مستحق نہیں۔عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی فکری اور اساسی عقیدہ ہے۔اسی عقیدہ پر مذہب اسلام کی بقا ہے۔ اگر اسی بنیاد پر آنچ آجائے تو کچھ باقی رہنے کا استحقاق نہیں رکھتا۔

عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ

ترجمہ اگر تم شکر کرو گے میں ضرور تمہیں زیادہ دونگا۔(سورہ ابراھیم،آیت ۷)

صدر الافاضل،فخر الاماثل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے''۔

''شکر کی تعریف یہ ہے کہ کسی کے اِحسان و نعمت کی وجہ سے زبان،دل یا اَعضاء کے ساتھ اس کی تعظیم کرنا''۔

حضور اکرم،امام الانبیاء،سید عالم،نبی رحمت،ہادی امت محبوب خدا یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے نبی و آقا ہیں۔یہ ہماری خوش قسمتی و سعادت مندی ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا برکات بطور نعمت عطا ہوئی،حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے آقا ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔یعنی کہ حضور کی ذات

ہمارے لیے بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ کے فرمان کے مطابق اگر نعمت کا شکرادا کیا جائے تو خداوند کریم مزید عطا فرماتا ہے ,اب حضور سے بڑھ کر اور مزید کیا ہوگا۔ جو اس نعمت عظمی کا شکر بجالائے گا اسے جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص توجہ حاصل ہوگی۔

اب مذکورہ تمہید سے معلوم ہوا کہ حضور نعمت ہیں اور نعمت کا شکرادا کرنا واجب ہے اور شکرادا کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔اب پھر ہم پر لازم ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا دفاع کریں ,آپ کے گیت گائیں۔کہ مندرجہ بالا سطور میں یہ بات بھی واضح ہو چکی کہ شکر زبان ,دل اور اعضا (تینوں) سے ادا کیا جا سکتا ہے۔

زبان سے شکر یہ ہے کہ اپنے بیانات ,مواعظ کے ذریعے آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعریف کی جائے اور ختم نبوت کے پیغام کو عام کیا جائے۔

دل سے شکر یہ ہے کہ دل میں رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت جاگزیں ہو۔اعضا سے شکر یہ کہ عملی طور پر دفاع ختم نبوت و پیغام ختم نبوت کو عام کیا جائے کہ اپنی تحریروں کے ذریعے سے معاندین کا رد کیا جائے۔اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نافذ کر کے عدو کو غم پہنچایا جائے۔اور میدان لگا کر دشمن کی ہر سازش و چال کو ناکام بنا کر علَمِ اسلام بلند کیا جائے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ جہاں توہین رسول کرنے والے آتے رہے وہیں عشاق و جیالے ان نامرادوں کو واصل جہنم کرتے رہے۔تحفظ عقیدہ ختم نبوت ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔دور صدیقی سے لے کر آج تک جس نے بھی اس مقدس مشن سے بغاوت کی وہ کچل دیا گیا۔لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم چونکہ جمہوری ملک کے باشندے ہیں تو قانونی طور پر بھی اس قانون کو مکمل طور پر نافذ العمل رکھا جائے۔

کئی دہائیوں کی محنت ,ہزاروں قربانیوں کے بعد جا کر کہیں ہم کامیاب ہوئے تھے کہ قانونی طور پر عقیدہ ختم نبوت کے غداروں کو سرکاری طور پر کافر و مرتد قرار دیا گیا تھا۔اور انکی تبلیغ و مراکز پر پابندی لگائی گئی۔لیکن اس آئینی ترمیم پر عمل درآمد کمزور نظر آتا ہے۔

اولاً تو من حیث الامت جمیع امت اور بالخصوص اکابرین وقائدین کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ میں فعال ومتحرک رہیں۔ اور اس مقدس مشن کی تقدیس پے لگنے والے ہر وار کا توڑ کریں ,اور ہر شیطانی قوت کو ناکام کریں۔ یہاں وہ لوگ بدرجہ اولیٰ مخاطب ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام کی ابتدا ہمارے کرہ ارض سے ہوئی لیکن درحقیقت دور حاضر میں انکی طرف سے اسلام کی اساس کے تحفظ کی خاطر کوئی پیش قدمی ولائحہ عمل نہیں ہے۔ وہ جو اپنے آپ کو مرکز اسلام سمجھتے ہیں انہیں اس متعلق ضرور توجہ مبذول کرنی ہوگی۔ اور پھر پاکستان میں اس قانون اور اس مشن کے تحفظ کی خاطر ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے آبا نے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ وہ لاکھوں لوگوں کا قربان ہونا ,وہ ماؤں کا اپنے بچوں کو قربان کردینا ,وہ بہنوں کا اپنی عصمت بچاتے ہوئے قربان ہوجانا فقط اس لیے تھا کہ اس ارض مقدس پر نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ وفا کی جائے گی۔ اسکے بعد پھر بھی متعدد مشکلات و رکاوٹوں کا سامنا ہر دور میں رہا ہے۔

خدا غریق رحمت کرے ان علما کو جنہوں نے اس عظیم مشن کی کامیابی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ ان علما اور دیگر غیور اہل اسلام نے بڑی کوشش سے ختم نبوت کے غداروں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی ترمیم منظور کروائی تھی۔ لیکن حسب سابق ہم اپنے محسنین کو بھول گئے اور جو نعمت اس صورت میں ہمیں عطا ہوئی تھی اسکا تحفظ کرکے اور اس پر کڑی نظر رکھ کے ,اس کو من کل الوجوہ نافذ العمل کرکے ہم اس نعمت کا شکر ادا کرتے لیکن ہم ٹھہرے ناشکرے لوگ ,

(1) اس لیے آج بھی اس سے متعلق کافی محنت کی ضرورت ہے اور پختہ ودائمی لائحہ عمل متصور کرکے اسے عالمی طور پر منوایا جائے۔

(2) اس مشن کو مٹانے اور ناموس رسالت قانون کے خاتمہ کے لیے جو قوتیں مل بیٹھی ہیں ان کا منظم ہوکر مضبوط پلیٹ فارم سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ تعاقب کیا جانا چاہیے۔

(3) مشترکہ ومتحدہ محاذ کے ذریعے اپنی حاوی وغالب پوزیشن کو برقرار رکھا جائے۔

(4) اور مستقبل میں اس مشن کی تقدیس کے لیے ابھی سے منظم ومربوط طریقے سے چلنا چاہیے۔

(5) ہمیں اپنے اجسام وابدان کو خوشبوئے مصطفیٰ سے ایسے مزین رکھنا چاہیے کہ معلوم یہ افراد امت مصطفی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ساتھ میں اپنے افراد و معاشرے کو نور مصطفی کی جھلک وتڑپ کا ذوق دینا چاہیے۔

(6) ہر اعتبار سے عملی میدان میں موجود رہنا چاہیے اور بالخصوص ''تحفظ عقیدہ ختم نبوت'' کے لیے لمحہ لمحہ مساعی میں مصروف رہنا چاہیے۔

(7) مسلم امہ کو اس عقیدے کی حساسیت واہمیت سے آگاہ کرنے کے لیے وقتا فوقتا مختصر کورس وورکشاپ کا انعقاد خوش آئند رہے گا۔ ایسے ادارے ولٹریچر کی حاجت ہے کہ جنکے ذریعے اس راہ کے راہی سیراب ہوتے چلے جائیں۔

(8) سیاسی سطح پر اپنی قوت اتنی مضبوط کی جائے کہ جب کبھی ایسی صورتحال پیدا ہو (جیسا کہ گزشتہ چند سالوں سے حالات ناخوشگوار رہیں اس معاملہ میں اور پھر امت مصطفیٰ کے جذبات کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے۔) تو اسے کنٹرول کرنے کے لیے مشکلات پیدا نہ ہوں۔

(9) ہم دیکھ رہے ہیں کہ امت تقسیم در تقسیم ہوتی جارہی ہے۔ اسلام کے اصول اور اساس کے تحفظ کی خاطر اور عالمی دشمنوں کے مقابلے کے لیے سب کو متحد ہونا پڑے گا۔

(10) ''عقیدہ ختم نبوت کے مستقل تحفظ'' کے لیے سنت صدیقی پر عمل کرتے ہوئے اپنی تمام تر ترجیحات ،مصروفیات ،لوازمات وغیرھم پر اس مشن کو مقدم سمجھنا ہوگا اور فقط سمجھنا نہیں بلکہ عملاً ثابت بھی کرنا ہوگا۔

تلك عشرة كاملة فتدبر

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

❀❀❀

پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد

پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین بن ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری 14 نومبر 1924ء/1336ھ کو سہسرام میں پیدا ہوئے۔ [1]

ڈاکٹر مختار الدین ماہر غالب، باذوق ادیب، دانشور، نامور محقق، اردو، عربی، انگلش اور فارسی پر یکساں قدرت رکھنے والے فرد تھے۔

آپ کا نام امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی کا تجویز کردہ ہے بلکہ ایک مقام پر امام اہلسنت نے آپ کو "نور العین مختار الدین" کے الفاظ سے بھی یاد کیا تھا۔ [2]

آپ نے اپنی دینی و دنیوی تعلیم والد صاحب کے زیر سایہ پٹنہ میں حاصل کی اس کے بعد علی گڑھ چلے آئے جہاں انٹر بی اے اور ایم اے عربی کیا اور یہیں 1952ء میں پی ایچ ڈی کی اور 1956ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈی فل کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں درج ذیل مشاہیر کے نام نمایاں ہیں۔

1: ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری

2: علامہ عبد العزیز میمنی　　3: مستشرق پروفیسر ہملٹن گب

آپ نے تدریس کا آغاز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے کیا جہاں شعبہ عربی میں لیکچرار ہوئے اور ترقی کر کے اس شعبہ کے صدر بنے نیز دمشق، عمان، قاہرہ اور اردن کی مختلف اکیڈمیوں کے رکن رہے۔ آپ نے اپنے تحقیقی ذوق کے لیے عراق، لبنان، مصر، ترکی اور یورپ کے بیشتر سفر کیے۔

آپ نے مختلف مجلّات کی ادارت کے فرائض بھی سرانجام دیئے ہیں آپ کے کام کا طریقہ کار یہ تھا کہ ہر مقالے کو بغور پڑھتے، جہاں ترمیم، حذف یا اضافے کی ضرورت ہوتی، مقالہ نگار سے کراتے، بعض اوقات یہ خود ہی کر لیتے، ان پر حواشی و تعلیقات لکھتے اور

---

[1] پروفیسر مختار الدین احمد، ایک باذوق ادیب و محقق، مشمولہ جہان ملک العلماء، ص 1097

[2] توقیر عرب تنویر عجم، مشمولہ جہان ملک العلماء، ص 114

پروف کو بڑی دقت نظر سے بار بار پڑھتے یہی وجہ ہے کہ ان کی ادارت میں شائع ہونے والا مجلہ "علوم اسلامیہ" نے بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ یہ مجلہ اپنے معیار میں یورپ کے کسی بھی بڑے رسالہ سے کم نہیں تھا نیز ایک علمی اور تحقیقی عربی رسالہ "مجلۃ المجمع الاسلامی الھندی" بھی کئی سال تک شائع کرتے رہے۔ [1]

نیز ندوہ کا ماہنامہ "معارف" بھی کئی سال تک آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔

ڈاکٹر مختار الدین نے آثار علمیہ میں نہایت علمی و تحقیقی ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ آپ کی عربی، اردو مصنفات و مرتبات کے اسماء درج ذیل ہیں۔

اردو تصانیف

حیات ملک العلماء ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی نے اس کا انگلش ترجمہ بھی کیا ہے۔ [2]

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن۔ خطوط اکبر الہ آبادی، ذاکر صاحب کے خط، جلد سوم و چہارم، احوال غالب، نقد غالب، تذکرہ شعرائے خیر آباد، سیر دہلی، ریاض الدین امجد، کربل کتھا، حیدر بخش حیدری، اس میں 389 شعرائے اردو کا تذکرہ ہے۔

تذکرہ آرزو، گلشن ہند، دیوان حضور، عبد الحق، مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد، نامہ غالب، مکاتیب مفتی اعظم، کلیات مکاتیب اکبر، نذر عرشی، عربی تصانیف، دیوان شعر الامین اسامۃ بن منقذ الکنانی الشیر ازی، المختار من شعر ابن الدمیثۃ، الحماسۃ البصریہ، رسالۃ المبرد النحوی، القصیدۃ الدالیہ، کتاب مجالس المیمنی، جمہرۃ الاسلام۔

ان کتب کے علاوہ آپ کے اردو اور عربی مقالات و مضامین کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔ ڈاکٹر مختار الدین ہمیشہ تحقیق و مطالعہ میں مصروف رہتے، کسی کتاب کی تلاش میں بے چین رہتے اور اس کی تلاش و جستجو میں تھکتے نا۔ چنانچہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کو اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

---

[1] پروفیسر مختار الدین احمد، ص 15

[2] مکتوبات مختار الدین احمد، ص 34

"معارضۃ النشر" سید مقصود عالم پھانوی مطبوعہ مطبع نولکشور 1861ء تلاش کریں آپ بھی اور مولانا بھی، لوگوں کو خطوط لکھیے، پنجاب، سندھ، سرحد کے کسی نہ کسی کتب خانے میں ضرور مل جائے گی تلاش شرط ہے کاش کسی دن آپ فون کریں کہ آپ کی مطلوبہ کتاب "معارضۃ النشر" مل گئی ہے اُس کی زیروکس کاپی بھیج رہا ہوں "خدا ہم چنیں کند" ساٹھ ستر سال سے اس کتاب کی تلاش میں ہوں۔

ڈاکٹر مختار الدین کے دیگر مسالک کے افراد سے بھی علمی روابط و تعلقات تھے مگر آپ نے اپنے ان تعلقات کو کبھی اپنے نظریات وافعال پر غالب نہیں آنے دیا۔ ایک مرتبہ آپ کا غیر مقلدین کے تعلیمی ادارے میں جانا ہوا، نماز کا وقت ہوا تو آپ نے غیر مقلد امام کی اقتداء نہیں کی اور فرمایا: "میں اہل حدیث نہیں ہوں محدث کا بیٹا ضرور ہوں"۔ ❶

آپ بلند پایہ اخلاق کے مالک تھے، نہایت ملنسار، خلیق، متواضع اور شفیق تھے مزاج میں سادگی تھی گفتگو پُر کشش و مدلل کرتے، نہایت معاملہ فہم، بردبار اور متحمل تھے ❷۔ مشاہیر علماء اور اپنے بزرگوں سے محبت وعقیدت رکھتے تھے ❸۔ قدآور علمی شخصیت ہونے کے باوجود خود کو طالب علم سمجھتے، لکھتے ہیں "میری عمر 80 کو پہنچی ہے اور میں اب بھی اپنے آپ کو طالب علم سمجھتا ہوں اور طالب علم ہوں" ❹۔ گوناں گو علمی و تحقیقی مصروفیات کے باوجود بھی روزانہ دو پاروں کی تلاوت کرلیا کرتے تھے ❺۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد کی تاریخ وفات 30 جون 2010ء/ 1431ھ ہے۔

❀❀❀

---

❶ توقیر عرب تنویر عجم، مشمولہ جہان ملک العلماء، ص 1117

❷ پروفیسر مختار الدین احمد، ص 13

❸ مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد، ص 78

❹ مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد، ص 219

❺ مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد، ص 77

انسانیت مذہب سے بالاتر ہے؟

ابوطلحہ سندھی

یہ وہ جملہ ہے جو اکثر و بیشتر مُلحدین، لبرلز اور کچھ ناسمجھ مسلمان دینِ اسلام یا اسلام کے کسی حکم کے خلاف استعمال کرتے دکھائی دیتے ہیں اور اس جملے کے ذریعے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ دینِ اسلام انسانیت کے خلاف ہے اور اسلام اور انسانیت باہم دو متضاد چیزیں ہیں کیونکہ تقابل ہمیشہ دو متضاد چیزوں میں ہی بیان کیا جاتا ہے

مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ علم جہالت سے بالاتر ہے یا صحت بیماری سے بالاتر ہے تو بلکل ٹھیک ہے کیونکہ علم اور جہالت صحت اور بیماری باہم متضاد چیزیں ہیں،

لیکن اگر کوئی شخص تعلیمی اداروں کے سخت قوانین اسپتالوں کے مشکل اور سخت علاج یا ان اداروں میں ہونے والی کرپشن یا بے ضابطگیوں اور خرابیوں کو بنیاد بنا کر کہے کہ اسکولز، کالجز اور وہاں پڑھانے والے ٹیچرز سے علم بالاتر ہے اور اسپتالوں اور ڈاکٹرز سے صحت بالاتر ہے، اور ان اداروں کو علم اور صحت کے خلاف سمجھ کر انکی مخالفت شروع کر دے اور ان اداروں کو ختم کرنے کے مشورے دینے لگے تو یقیناً یہ بہت بڑی بیوقوفی اور جہالت ہے اور کوئی بھی سمجھدار اور عقلمند انسان اس کی تائید نہیں کر سکتا

بالکل اسی طرح اسلام اور انسانیت میں بھی کوئی تقابل یا تضاد نہیں ہے بلکہ دینِ اسلام تو انسانوں کی ظاہر و باطن کی اصلاح اور انسانیت کی بھلائی کیلئے معاشرے کو بہتر بنانے کا نام ہے اگر اسلام میں کچھ قوانین اور احکام سخت ہیں تو وہ بھی انسانیت کی بھلائی کیلئے ہیں،

اب اگر کوئی شخص ان سخت قوانین اور احکام کی وجہ سے یا کسی مذہبی شخص یا ادارے میں پائی جانے والی برائیوں کی وجہ سے اسلام ہی کو انسانیت کے خلاف سمجھ بیٹھے اور اس سے دور رہنے کے مشورے دینے لگے تو یہ بھی بہت بڑی بیوقوفی اور جہالت ہے اور کوئی بھی عقلمند انسان اس سوچ کی تائید نہیں کر سکتا۔

اسی طرح کسی بھی ریاست کے ملکی قوانین وہاں کی عوام کی بہتری اور بھلائی کیلئے ہوتے ہیں اوران قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کوسخت سزا بھی دی جاتی ہے اسکے باوجود کوئی بھی عقلمند انسان ان قوانین کو انسانیت کے خلاف تصور نہیں کرتا اور مذہب کو انسانیت کے خلاف سمجھنے والے یہی ملحدین اور لبرلز بھی ان ملکی قوانین پر خاموش رہتے ہیں اور کبھی بھی یہ آواز بلند نہیں کرتے کہ فلاں ملک کے قانون سے انسانیت بالاتر ہے یا انسانیت فلاں فلاں قانون سے بالاتر ہے،

لیکن جب اسلامی قوانین یا احکامات کی بات آتی ہے تو یہی لوگ" انسانیت مذہب سے بالاتر ہے انسانیت مذہب سے بالاتر ہے" کا راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو مفت مشورہ یہی ہے کہ یا تو" مذہب سے انسانیت بالاتر ہے" کا ورد کرنا چھوڑ دیں یا پھر کسی بھی ملکی قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں ملنے والی سزا یا جُرمانے پر بھی یہی ورد شروع کر دیا کریں کہ" قانون سے انسانیت بالاتر ہے"۔

مثلاً جب ٹریفک پولیس چالان کاٹے تو اس وقت کہہ دیا کریں" سر! ٹریفک قوانین سے انسانیت بالاتر ہے"

جب کسی کو کرپشن پر سزا ملے تو اس وقت بھی آواز بلند کیا کریں کہ" کرپشن کی سزا سے انسانیت بالاتر ہے"

ڈیوٹی پوری نہ کرنے پر معطلی کی سزا پر بھی یہی وظیفہ پڑھنا شروع کر دیں کہ" ڈیوٹی سے انسانیت بالاتر ہے"

جب عدالت میں جج صاحب مجرم کے خلاف سزا سنائے تو اس وقت بھی اسے برملا کہہ دیا کریں" جج صاحب! سزا سے انسانیت بالاتر ہے آپ انسانیت کی توہین کر رہے ہیں" پھر اس وقت جج صاحب کے جو ریمارکس آئیں وہ اگلے دن پوسٹ کر کہ ہمیں بھی بتا دیجئے گا۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

❀❀❀

صدر الشریعہ اور تکریمِ علومِ اسلامی

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی

انگریز نے ہندوستان پر قبضہ جمایا۔حکومت مسلمانوں سے چھینی۔ دوبارہ مسلمان حکمراں نہ بن سکیں؛اِس کے لیے سازشیں کیں۔تعلیم کے میدان مسلمانوں کے لیے تنگ کر دیے۔علومِ اسلامی کی درس گاہوں پر قدغن لگائے گئے۔مدارس کے لیے مختص مالیاتی ذرائع ضبط کیے گئے۔ مدارس کو مفلوک الحال بنا دیا گیا۔ بعد ازاں مسلمانوں میں دینی علوم کی ترویج کے لیے جن مفکرین نے کامیاب جدوجہد کی اُن میں نمایاں نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری،صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی،صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اوران سے متوسل علما و مفکرین کا ہے۔جنھوں نے برِصغیر میں علومِ اسلامیہ کو تقویت دینے کے لیے باضابطہ درس گاہیں قائم کیں اوراپنے قابل تلامذہ کے ذریعے مدارسِ اسلامیہ کے قیام کی فکر منتقل کی۔جس کے نتیجے میں کثیر مدارس قائم ہوئے۔

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی نے اردو زبان میں فقہی رہنمائی اورقوانینِ اسلامی کا عظیم خزانہ ''بہارِشریعت''[۲۰رحصے،جن میں آخری تین حصے تلامذۂ صدر الشریعہ نے مکمل کئے] لکھ کر احسان فرمایا۔آج ہر درس گاہ اور دارالافتاء میں بہارِشریعت سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ برصغیر میں فقہی سرمائے میں بہارِشریعت کو نمایاں وممتاز مقام حاصل ہے۔جو قوانینِ اسلامی کا منبع اور مسائلِ حنفی کا خزینہ ہے۔جس کے چشمۂ صافی سے اکتساب کرنے والے تشنگانِ علومِ اسلامیہ ہیں۔جس سے ہر خاص وعام مستفیض ہو رہے ہیں۔

مدارسِ اسلامی کے قیام کے لیے صدر الشریعہ اوران کے تلامذہ کی خدمات برصغیر میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی جہاں عظیم فقیہ،مدبر،مفکر، کامیاب مدرس تھے وہیں ماہرِ تعلیم بھی تھے۔آپ کے تعلیمی افکار میں بڑی گہرائی وگیرائی ہے۔آپ نے زمانہ سازی کی۔ایسے قابل و ماہر افراد تیار کیے جن کے ذریعے پورا برصغیر فیض یاب ہوا۔آج جتنے نمایاں علما ہیں ان میں اکثر؛متعدد واسطوں سے صدر الشریعہ مولانا

امجد علی اعظمی کے شجرِ علمی سے مکتسب ومربوط ہیں۔

صدر الشریعہ کے تعلیمی افکار ونظریات پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔ تاکہ فکر صحیح و خیالاتِ احسن کو تقویت دی جاسکے۔ یہاں صرف تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مقدم علم:

صدر الشریعہ علم دین کی افادیت واہمیت اُجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سب سے مقدم یہ کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائی جائیں، روزہ، نماز، طہارت اور بیع واجارہ ودیگر معاملات کے مسائل جن کی روزمرہ حاجت پڑتی ہے اور ناواقفی سے خلافِ شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں، ان کی تعلیم ہو، اگر دیکھیں کہ بچہ کو علم کی طرف رجحان ہے اور سمجھ دار ہے تو علم دین کی خدمت سے بڑھ کر کیا کام ہے اور اگر استطاعت نہ ہو تو تصحیح وتعلیم عقائد اور ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد جس جائز کام میں لگائیں، اختیار ہے۔" [بہار شریعت، ج ۸، ص ۱۴۴]

حقیقی علم:

معاصر علوم انسانی دماغ کی اختراع ہیں۔ اصل علم دین کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ماضی کی درس گاہیں عالم بھی بناتی تھیں اور مفکر وسائنس داں بھی؛ اور فلاسفہ وادبا بھی۔ علوم کی تقسیم بعد کو واقع ہوئی۔ جب سے علم سے رشتہ کمزور ہوا علوم کو خانوں میں بانٹ دیا گیا۔ عالم دین ہی تمام علوم میں قائد ورہنما ہوتے تھے۔ بغداد وغرناطہ؛ قرطبہ وبخارا کے مدارسِ اسلامیہ نے کتاب وسنت کے علوم کو عام کیا اور انھیں علوم کی بنیاد پر دنیا کو صالح ایجادات کا شعور بخشا۔ صدر الشریعہ علم دین کے تفوق وفضل وکمال کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

"علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو، ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے، اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز ہے، یہی وہ چیز ہے کہ جس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا وآخرت سدھرتی ہے، مگر

ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو، ایسے علم کی قرآن کریم نے مذمت کی، بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن وحدیث سے حاصل ہو کہ یہی وہ علم ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں سنور تے ہیں اور یہی وہ علم ہے جو ذریعۂ نجات ہے اور اسی کی قرآن وحدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔'' [بہار شریعت، ۱۶،ص ۲۰۴]

تکریم علم:

صدرالشریعہ نے اپنے تعلیمی افکار میں عظمت وتکریم علمِ دین کے مزاج کو واضح کیا ہے۔ ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ توجہِ خصوصی علمِ دین کو نہیں دی جاتی، جس کے سبب فوائد ومنافع کا حصول نہیں ہو پا رہا ہے۔ جن علوم کو ثانوی یا ضمنی حیثیت دینی تھی انھیں سے مرعوب ہو بیٹھے، نتیجہ یہ ہوا کہ اخلاقی تنزلی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اگر علم دین کے حصول کے بعد دنیوی علوم میں موشگافی کی ہوتی تو علم رحمت بن جاتا۔ اخلاقی قدروں کو پروان چڑھنے کا موقع ملتا اور دنیا ضرر ونقصان سے بچ جاتی۔ اس کا ایک سبب علومِ دینیہ کی تکریم کا اُٹھ جانا ہے۔ صدرالشریعہ فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں کہ علم دین کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بہت کم باقی ہے، اہل علم کو اس قسم کی باتوں کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے جس سے علم کی عظمت پیدا ہو، اس طرح ہرگز تواضع نہ کی جائے کہ علم واہل علم کی وقعت میں کمی پیدا ہو، سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ سے ثابت ہوئی وہ احتیاج ہے، جب اہلِ علم دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ ان کو ہماری طرف احتیاج ہے، وہیں وقعت کا خاتمہ ہے۔'' [بہار شریعت، ج ۱۲،ص ۷۳]

ضرورت ہے کہ اسلاف کی نصیحت وفکر سے استفادہ کر کے صالح انقلاب برپا کیا جائے۔ حصولِ علم دین کے لیے سنجیدہ ہو جائیں۔ نونہالانِ قوم کو پہلے دینی علوم سے آراستہ کروائیں اس کے بعد دیگر علوم کے درس وتحصیل میں منہمک کریں تا کہ تنزل پذیر معاشرے میں بااخلاق وصالح اہلِ علم تیار ہوں اور قومی وقار سربلند ہو۔

❀❀❀

انگریز اسٹیشن ماسٹر،

جس نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد اعظم امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھی، وہ اپنے خاندان کے نو 9 افراد سمیت دربار خواجہ معین الدین غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے اعلیٰ حضرت کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا۔

آپ نے اس کا نام غوثِ پاک کے نام پر عبدالقادر رکھا تھا۔

اس کا انگریزی نام رابرٹ (Robert) تھا۔

آپ نے اسے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنا مرید بھی کیا۔ اور درج ذیل ہدایت فرمائی:

ہمیشہ اتباع سنت کا خیال رکھنا۔

نماز کسی وقت نہ چھوڑنا، نماز روزہ کی پابندی، بہت ضروری ہے اور

جب موقع ملے، توحج پہ ضرور جانا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور ہمیشہ،

خدمتِ دین کا خیال رکھنا اس لئے کہ اسلام کا پھیلانا بھی قرآنِ پاک نے ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

اپنے وطن بھی جب جاؤ، تو وہاں بھی دین کو پھیلانے کی خدمت انجام دینا۔

یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ اب خود بھی قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کرو اور اپنے تمام افراد خاندان کو بھی قرآنِ پاک کی تعلیم دلواؤ۔

لیموں پانی کے 8 انوکھے کمالات

حکیم میلاد رضا رضوی

کھٹے اور رسیلے پھل لیموں میں وٹامن بی، وٹامن سی، پوٹاشیم اور کاربوہائیڈریٹس کے علاوہ صحت بخش روغنیات بھی شامل ہوتے ہیں اور لیموں پانی رس اینٹی آکسیڈینٹ کا کام کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

لیموں پانی میٹا بولزم کو بہتر بنا کر آپ کے جسم کو طاقتور بنانے کے ساتھ ساتھ جسم سے ٹاکسنز بھی صاف کرتا ہے۔ لیموں پانی پینے سے وزن کم ہوتا ہے یہ تو اکثر لوگوں کو پتا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے اور بہت سے فوائدے بھی ہیں جن کی تفصیل ہم آپ کو بتاتے ہیں:

1۔ناخن کے نشانات: اکثر ناخون پر سفید نشانات واضح ہوجاتے ہیں اگر لیموں پانی کا روزانہ استعمال کیا جائے تو نشانات بھی ختم ہوجاتے ہیں بلکے ناخون کی بہتر نشو نما بھی ہوتی ہے۔

2۔گُردے کی صفائی: لیموں پانی میں موجود سٹرک ایسڈ دوسرے پھلوں کے مقابلے سب سے زیادہ پایا جاتا ہے یہ ایسڈ گردے میں موجود پتھری کو تحلیل کر کے اس کی مزید افزائش کو روکتا ہے۔

3۔قبض کشا: لیموں کا اکثر بیشتر ایسی دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے جو قبض کشا ہوتی ہیں اسی طرح لیموں پانی بھی ہمارے نظام انہضام کو بہتر بنا کر قبض کو دفع کرنے میں نہایت معاون ثابت ہوا ہے۔

4۔وزن گھٹانے کے لئے: لیموں پانی کا سب سے زیادہ استعمال وزن گھٹانے کے لئے کیا جاتا ہے لیموں چربی گھلانے کی صلاحیت سے مالا مال ہوتا ہے روزانہ صبح نیم گرم پانی میں ایک لیموں نچوڑ کر استعمال کرنے سے ایک ہفتے میں ہی فرق سامنے اجائے گا۔

5۔جوڑوں کی حفاظت: لیموں میں موجود سٹرک ایسڈ سے ان پتھریوں کا خاتمہ ہوتا ہے جو یورک ایسڈ کے ذرات سے بنتی ہیں۔ان ذرات کا انسانی ہڈیوں کے جوڑوں میں بھی پائے جانے کا امکان ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں گٹھیا کا مرض لاحق ہونے کے خطرات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

6۔تیزابیت کا خاتمہ: معدے کی جلن یا تیزابیت ختم کرنے میں لیموں کا رس اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے نہار منہ نیم گرم پانی میں لیموں کا استعمال اسکی افادیت میں مزید اضافہ کرتا ہے۔

7۔ بیماریوں سے بچاؤ: لیموں پانی کا روزانہ استعمال ہمارے جسم کو قدرتی دفاعی نظام کو زیادہ مضبوط اور اس قابل بناتا ہے کہ وہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم، وائرس اور مادہ کو پہچان کر تیزی سے ان کا قلع قمع کر سکے۔

8۔ مثانے کی تکلیف: مثانے میں تکلف ہونے کی صورت میں نہار منہ نیم گرم پانی میں لیموں نچوڑ کر پینے کے ساتھ ساتھ اگر آپ کھانوں کے دوران بھی لیموں پانی پیتے رہیں تو مثانے کی تکلیف جلد از جلد بنا کسی دوا کے ختم ہو جائے گی۔

❀❀❀

فتنہ صلح کلیت تعریف و پہچان

(ڈاکٹر فیض احمد چشتی)

محترم قارئینِ کرام:

''صلح کلی'' کے الفاظ پر ہی اگر غور کر لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تمام لوگوں سے صلح یعنی میل جول رکھنا اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب کہ کسی کا رد نہیں کیا جائے خواہ وہ کسی بھی عقیدے کا ہو۔

مثلاً دیوبندی، وہابی، شیعہ، تفضیلی وغیرہ۔

جبکہ ان سب کا رد کرنا ضروری ہے ان سے میل جول رکھنا جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم،،

یعنی تم ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

صلح کلی مخفف ہے صلح کل مذاہب کا جو آدمی سارے باطل فرقوں و مذہب والوں کو حق سمجھے کہ وہابی دیوبندی بھی حق پر، رافضی بھی حق پر، قادیانی بھی حق پر، یہ بھی حق پر وہ بھی حق پر، حقیقت میں صلح کلی وہی ہے، ایسا صلح کلی اسلام سے رشتہ اور تعلق نہیں رکھتا۔

عقیدہ کو الحق سمجھنے کے بجائے شعوری یا غیر شعوری طور پر، التزامی یا لزومی طور پر الحق کو فرد کا حق محض سمجھنا جس کے نتیجہ میں الحق کے ساتھ مداہنت یا باطل کے ساتھ موالات (نظری، قلبی یا عملی) اختیار کرنا۔

اس مخصوص رویہ کا نام صلح کلیت ہے، جو رویہ سے عقیدہ میں منقلب ہوتا ہے۔

صلح کلیت کا فتنہ ہمیشہ باطل نظام وسماج کا مسلط کردہ ہوتا ہے۔

عصری تناظر میں یہ نظریہ باطل ، لبرل حلقوں نے مغربی نظریہ تکثیر حق Pluralistic ideology کے تناظر میں مسلم معاشرہ پر مسلط کیا ہے۔

جس کے نتیجہ میں عقیدہ الحق کی حاکمیت ختم ہو جاتی ہے اور یوں مذہب سیکیولر منہج تعقل میں فرد کی پسند و ناپسند کی سرمایہ دارانہ پروڈکٹ قرار پاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس عصر سرمایہ کے صلح کلی نہ صرف فتنہ توہب سے قربت رکھتے ہیں بلکہ عالمی فتنہ تجدد کے آلہ کار بھی ثابت ہوئے ہیں۔

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لاتجالسوا اصحاب الاھواء فانی اخاف ان ترتد قلوبکم۔

ترجمہ: بدمذہبوں کے ساتھ نہ اٹھو بیٹھو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ تمہارے قلوب کو ارتداد کی طرف نہ پھیر دیں۔ [1]

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان قادری قندھاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مشرک سے عہد باندھ کے مشرک ہوئے یہود۔ یہ مشرکوں کے عبد مسلمان ہی رہے۔ [2]

امام احمد رضا خان قادری قندھاری رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

رد بدمذہباں فرض ہے۔ یعنی بدمذہبوں کا رد فرض ہے اور صاحب تفسیر روح البیان تحریر فرماتے ہیں کہ: ہمارے دور میں بدمذہب سے نرم پالیسی پر زور دیا جاتا ہے ہمارے نزدیک ایسی پالیسی سخت غلط اور پرلے درجے کی غلیظ عادت ہے اور یہی صاحب تفسیر روح البیان دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بدمذہبوں سے نرمی برتنا دین کو دنیا کے عوض بیچنا ہے اور یہ سیات میں سے ہے۔ [3]

---

1 (الابانۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت: 137 / 1)

2 (فتاوی رضویہ، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور: 489 / 14،)

3 (تفسیر روح البیان پارہ ۲۹ صفحہ ۹۸،)

اور کبھی کبھی نرمی کرنے میں بدمذہبوں کی تعظیم بھی کرنی پڑتی ہے اور یہ ناجائز وحرام ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام،

یعنی جس نے بدمذہبوں کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے پر مدد کی۔

اور جو ایسی مذموم پالیسی اختیار کرے اس سے دور رہنا ضروری ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ۔

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ [1]

بہت افسوس ہوتا ہے کہ جدید مسائل میں اختلاف کے سبب اہل سنت و جماعت قریبا تیس سالوں کے اندر متعدد گروپ بن گئے۔ گروہ بندی کا سب سے خطرناک نقصان یہ ہوا کہ اعتقادی امور کی تحقیق میں اختلاف ہونے لگا یہ بہت مشکل مرحلہ ہے۔ نیم رافضیت، تفضیلیت اور صلح کلیت سے بھی بہت سے لوگ متاثر ہوئے۔

اب ہم سب پر لازم ہے کہ فقہی اختلافات کی زیادہ تشہیر نہ کریں تحقیق و تنقیح غلط نہیں۔ لیکن گروپ بندی کرنا غلط ہے۔ علمائے حق پر طعن و تشنیع غلط ہے۔

فتنہ پھیلانے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے یہ موثر علاج ہے۔* اعتقادی اختلاف کرنے والوں کی تفہیم کی جائے۔

ان سے نظر ثانی کا مطالبہ کیا جائے نہ مانیں تو صحیح مسئلہ واضح کیا جائے

جو لوگ بداعتقادی میں مبتلا ہو جائیں ان سے جدا ہو جائیں:

ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

فقیر کو تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اعتقادی لغزشوں پر خاموشی رہتی ہے۔ فقہی و فروعی اختلاف پر زیادہ شور ہوتا ہے۔ حالاں کہ اعتقادی مسائل اہم ہیں۔ اعتقادی فتنوں کا سد باب کیا جائے۔ یاد رہے کہ اصل راستہ اور طریقہ مذہبِ اہل سنت ہے،

---

[1] (پارہ ۷ سورۃ الانعام)

اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا دین میں تفریق کرنا ہے اور یہ ممنوع ہے۔

بعض لوگ یہ آیت:

(وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا) لے کر اہلسنّت سمیت سب کو غلط قرار دیتے ہیں۔

یہ سراسر غلط ہے کیونکہ حکم یہ ہے کہ جس طریقے پر مسلمان چلتے آرہے ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے جاری ہے اور سنت سے ثابت ہے اس سے نہ ہٹو۔

اہلِ سنت و جماعت تو سنتِ رسول اور جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلتے آرہے ہیں تو سمجھایا تو ان لوگوں کو جائے گا جو اس سے ہٹے، نہ کہ اصل طریقے پر چلنے والوں کو کہا جائے کہ تم اپنا طریقہ چھوڑ دو۔

مثلاً ایک خاندان اتفاق و اتحاد کے ساتھ صحیح اصولوں پر زندگی گزار رہا ہو، ان میں سے ایک فرد غلط راہ اختیار کر کے اِنتشار پیدا کرے تو اُس جدا ہونے والے کو سمجھایا جائے گا نہ کہ خاندان والوں کو بھی اتحاد ختم کر کے غلط راہ چلنے کا کہنا شروع کر دیا جائے۔ بِعَيْنِہٖ یہی صورتِ حال اہلسنّت اور دوسرے فرقوں کی ہے۔

اصل حقیقت کو سمجھے بغیر صلح کُلِّیّت کی رٹ لگانا اور سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا سراسر جہالت ہے۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فتویٰ کی وضاحت صلح کلیوں کو علماء اہلسنت کی طرف سے جواب پڑھیں: سب سے پہلے استفتاء اور آپ کے فتویٰ کے الفاظ پڑھیے۔

استفتاء

ریاست بڑودا کے اندر مسلمانان بڑودا راج کانفرنس نامی ایک انجمن واسطے حقوق طلبی و تحفظ اسلام قائم کی ہوئی ہے۔ یہ انجمن ہیچ کوئی مذہبی امور کے دخل کرنے کے واسطے نہیں ہے صرف یہاں کے ہنود راجہ و ہنود رعایا کے سامنے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کام کرنے والی ہے۔ اس لیے اس میں بلا قید ہر فرقے کے کلمہ گو شامل ہو سکتے ہیں۔ کیا اس

انجمن میں سنی حنفی مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے؟

بینوا توجروا

از پادرا گجرات مرسلہ جمال بھائی قاسم بھائی

الجواب: ایسی انجمن میں شرکت برائے تحفظ حقوق اہل سُنت بمقابلہ فرق باطلہ و تحفظ حقوق اسلام بمقابلہ اعدائے اسلام ضروری ہے۔

فرق باطلہ کے ساتھ وہ مجالست ناجائز وحرام ہے جو بربنائے محبت وموالات ہو۔ نیز وہ جو بے ضرورت وحاجت ومصلحت شرعیہ ہو۔ نہ وہ جو برائے تبلیغ ورد ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ مکمل سوال وجواب کی عبارتیں ہیں۔

سب سے پہلے فتویٰ کا تجزیہ اور معنی کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہوجائے۔

فتویٰ کا پہلا ٹکڑا اور اس کا مطلب

''تحفظ حقوق اہل سُنت بمقابلہ فرق باطلہ''۔

اس عبارت کا مطلب ہے باطل فرقے مثلاً وہابی دیوبندی رافضی شیعہ وغیرہ، کے مقابلہ میں اہل سنت کے حقوق کی حفاظت کرنا اس انجمن کا مقصد ہو۔۔ نہ کہ ایمان وکفر کو ایک کرنے کا مشن۔ اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ یہ فتویٰ دیوبندی وہابیوں رافضی شیعوں وغیرہ بدمذہبوں کے ساتھ سلام کلام اُلفت ومحبت کے بارے میں ہے ہی نہیں بلکہ اسی پہلے جملہ سے صلح کلی ایکتا کے باطل نظریہ کا رد کردیا گیا ہے۔

لہٰذا جس انجمن میں عقیدہ اہل سُنت کی حفاظت نہ ہو پائے اس میں شرکت ہرگز جائز نہیں ہوگی۔

فتویٰ کا دوسرا ٹکڑا اور اس کا مطلب

''وتحفظ حقوق اسلام بمقابلہ اعدائے اسلام''

اس عبارت کا مطلب ہے کہ اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ میں اسلام کے حقوق کی

حفاظت اس انجمن کا مقصد ہو۔ نہ کہ کفر اور شرک کو ایک کرنا مقصد ہو۔

فتویٰ کا تیسرا ٹکڑا اور اس کا مطلب

’’فرق باطلہ کے ساتھ وہ مجالست ناجائز وحرام ہے جو بر بنائے محبت وموالات ہو۔ نیز وہ جو بے ضرورت وحاجت ومصلحت شرعیہ ہو‘‘۔

یعنی باطل فرقوں مثلاً تبلیغی دیوبندی وہابی خارجی وغیرہ کے ساتھ اُن کے لیے دل میں نرمی محبت اور بھائی چارے کے ساتھ بیٹھنا ناجائز وحرام ہے* ساتھ ہی ان کے ساتھ میٹنگ کرنے میں نہ کوئی شرعی ضرورت ہو نہ دینی حاجت ہو نہ کوئی مذہبی فائدہ *تب بھی حرام ہی ہے۔

اور یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے، وہابیوں کے ساتھ سلام کلام کھانا پینا اُن کا دفاع ان کے تعلق سے نرمی برتنے والے صلح کلیت کے وائرس زدہ لوگ اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لیے اس صلح کلیت شکن مبارک فتویٰ کا ناجائز سہارا لے کر کے اپنے الحادی کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کررہے ہیں۔

نیز اس فتویٰ میں یہ کہاں ہے کہ مذہبی واعتقادی اختلاف کو بھلا کر ان سے ایک ہو جائیں۔۔ یہ ہرگز ہرگز نہیں ہے۔۔۔

اگر کوئی یہ مطلب نکالتا ہے تو یقیناً یہ سرکار مفتیِ اعظم ہند پر بہتان لگاتا ہے۔ **استغفراللہ**، کیوں کہ ان سے ہمارا اختلاف تھا، ہے اور رہے گا یہ اسی وقت ختم ہوسکتا ہے جب کہ سنیت کے سچے عقائد کو وہ تسلیم وقبول کرلیں اور اپنی بدمذہبی سے سچی توبہ کر کے سنی ہوجائیں۔ نیز اس فتویٰ میں ایسی انجمن میں اہل سُنت کے حقوق کی حفاظت کے لیے سنیت کا نمائندہ بن کے شریک ہونے کی بات ہے۔

یہ کہاں فرمایا کہ وہابیوں کے ساتھ شریک ہوجاؤ۔ اُن سے ہاتھ ملالو، اُن سے ایک ہوجاؤ؟ الحمدللہ ہم نے پورے فتویٰ کی درست وضاحت کر کے بتادیا کہ ایکتا اور صلح کلیت کی بین بجانے والے اس فتویٰ سے عوام کو جو دھوکہ دینے کی کوشش کررہے ہیں یہ بالکل غلط

اور باطل ہے۔ اور اس فتویٰ سے یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کہ وقت کی نزاکت کو دیکھ کر ان سے اتفاق کرلیا جائے۔

لہٰذا سنی عوام سے گزارش ہے کہ وہ ہر حال میں نجدی وہابی غیر مقلد سلفی دیوبندی و رافضی شیعہ منافق وغیرہ بدمذہبوں سے دور ہی رہیں۔

انہیں اپنے قریب نہ آنے دیں نہ خود ان سے قریب ہوں اسی میں ایمان واسلام کی حفاظت ہے۔

علامہ حافظ محمد توفیق خان رضوی مصباحی

خادم علم شریف دار العلوم مصطفائیہ، ہلدروا گجرات۔

تصدیقات

حضرت علامہ مفتی اشرف رضا صاحب قادری برہانی
(مہتمم جامعہ مدینۃ العلوم رتنپور کھیڑا گجرات)

ماشاءاللہ میں نے پورے فتویٰ کو پڑھا وقت کے حساب سے اچھی وضاحت فرمائی ہے۔ میں اس کی تصدیق اور تائید کرتا ہوں۔

فاضل جامع از ہر مصر حضرت علامہ مفتی جنید صاحب از ہری قادری نڈیاد گجرات

ماشاءاللہ فتویٰ کا بالکل صحیح مطلب اور صحیح مفہوم آپ نے بیان کیا اور بہت اچھی ترجمانی کی۔

حضرت علامہ اسماعیل امجدی، سورت گجرات

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے فتویٰ کی آپ نے بالکل درست وضاحت فرمائی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت علامہ مفتی عبد الستار رضوی صاحب

استاذ ومفتی مدرسہ ارشد العلوم عالم بازار کلکتہ، الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

محترم قارئینِ کرام:

ایسا شخص صلح کلی ہے جو ہر بد مذہب و ہر مذہب کو صحیح کہے اور کبھی ادھر بھاگے کبھی ادھر بھاگے مطلب یہ کہ جس کا پلہ بھاری ہو اسی کی طرف چلا جائے یہ صلح کلیت ہے۔

جیسا کہ علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ صلح کلی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

صلح کلی وہ ہے جو سارے مذاہب کو صحیح مانے اور جو باطل پرستوں پر احکام شرعیہ ہے اس کو تسلیم نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ:

مسلمان بھی صحیح راستے پر ہیں، ہندو بھی صحیح راستے پر ہیں، شیعہ بھی صحیح راستے پر ہیں، سنی بھی صحیح راستے پر ہیں، غیر مقلد بھی صحیح راستے پر ہیں، مطلب یہ کہ سب کو صحیح مانے کسی کو غلط نہ کہے یہی صلح کلی ہوتا ہے۔ [1]

ایسے شخص کو سمجھایا جائے اگر مان جائے تب ٹھیک ہے ورنہ اس کا بائیکاٹ کیا جائے اس سے کلام کھانا پینا سب بند کیا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ [2]

ترجمہ: اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’آخری زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے جو تمہارے پاس وہ احادیث لائیں گے جو نہ تم نے سنیں، نہ تمہارے باپ داداؤں نے، ان کو اپنے اور اپنے کو ان سے دور رکھو، وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ [3]

البتہ علماء جو ان بد مذہبوں کا رد کرنے کے لیے جاتے ہیں وہ اِس حکم میں داخل نہیں۔

یاد رہے کہ بد مذہبوں کی محفل میں جانا اور ان کی تقریر سننا ناجائز و حرام اور اپنے آپ

---

[1] (فتاوی شارح بخاری جلد سوم صفحہ نمبر 155،)

[2] (سورہ انعام آیت نمبر 68)

[3] (مسلم، باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحمّلہا، صفحہ ۹، الحدیث: ۷، چشتی)

کو بد مذہبی و گمراہی پر پیش کرنے والا کام ہے۔

ان کی تقاریر آیاتِ قرآنیہ پر مشتمل ہوں خواہ احادیثِ مبارکہ پر، اچھی باتیں چننے کا زعم رکھ کر بھی انہیں سننا ہرگز جائز نہیں عین ممکن بلکہ اکثر طور پر واقع ہے کہ گمراہ شخص اپنی تقریر میں قرآن وحدیث کی شرح و وضاحت کی آڑ میں ضرور کچھ باتیں اپنی بدمذہبی کی بھی ملا دیا کرتے ہیں، اور قوی خدشہ بلکہ وقوع کا مشاہدہ ہے کہ وہ باتیں تقریر سننے والے کے ذہن میں راسخ ہو کر دل میں گھر کر جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ گمراہ و بے دین کی تقریر و گفتگو سننے والا عموماً خود بھی گمراہ ہو جاتا ہے

ہمارے اسلاف اپنے ایمان کے بارے میں بے حد محتاط ہوا کرتے تھے۔

لہٰذا باوجود یہ کہ وہ عقیدے میں انتہائی مُتَصَلِّب و پختہ ہوتے پھر بھی وہ کسی بدمذہب کی بات سننا ہرگز گوارا نہ فرماتے تھے اگرچہ وہ سو بار یقین دہانی کراتا کہ میں صرف قرآن و حدیث بیان کروں گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان قادری قندھاری رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں اسلاف کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سیدنا سعید بن جبیر شاگردِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو راستہ میں ایک بد مذہب ملا۔ کہا، کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا، میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ایک کلمہ۔

اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا

''وَلَا نِصْفَ کَلِمَةٍ'' آدھا لفظ بھی نہیں

لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا، یہ ان میں سے ہے یعنی گمراہوں میں سے ہے۔ امام محمد بن سیرین شاگردِ انس رضی اللہ عنہما کے پاس دو بد مذہب آئے۔ عرض کی، کچھ آیاتِ کلام اللہ آپ کو سنائیں؟ فرمایا،: میں سننا نہیں چاہتا۔

عرض کی کچھ احادیثِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنائیں؟ فرمایا: میں سننا نہیں چاہتا۔

انہوں نے اصرار کیا۔ فرمایا: تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھا جاتا ہوں آخر وہ خائب و

خاسر چلے گئے۔لوگوں نے عرض کی:اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سناتے؟ فرمایا: میں نے خوف کیا کہ وہ آیات واحادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہو جاؤں۔ پھر فرمایا: ''ائمہ کو تو یہ خوف اور اب عوام کو یہ جرأت ہے، وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

دیکھو! امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی:

''اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ''

ان (بدمذہبوں) سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دیکھو! نجات کی راہ وہی ہے جو تمہارے رب عَزَّ وَجَلَّ نے بتائی:

''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ''۔ [1]

یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

بھولے سے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فوراً کھڑے ہو جاؤ [2]

صلح کلیت ایک ایسی بیماری ہے یہ جسے لگ جاتی ہے وہ خود باطل ہو جاتا ہے۔

❀❀❀

فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادئیگی کا حکم

خلیل احمد فیضانی

عوام کی جہالت میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

ویسے پورے سال کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے ہیں اور جب مبارک راتیں جیسے شب معراج، شب براءت یا رمضان المقدس کا بابرکت مہینہ جلوہ فگن ہوتا ہے تو کچھ حد تک

---

[1] (انعام:۶۸)

[2] (فتاویٰ رضویہ، ۱۵/ ۱۰۶، ۱۰۷)

مسجدوں سے قریب تو ہو جاتے ہیں مگر اپنی جہالت کی وجہ سے ان مبارک ساعتوں سے بھی کماحقہٗ مستفیض نہیں ہو پاتے۔ بعض لوگوں کے ذمہ گذشتہ دس پندرہ سال حتیٰ کہ بیس سال تک کی قضا نمازیں سر ہوتی ہیں مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ لوگ بجائے ان قضا نمازوں کو پڑھنے کہ نوافل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فتاوی رضویہ مترجم جلد: 10 صفحہ: 179 رسالہ مبارکہ ''اَعَزُّ الِاکْتِنَاہِ فِیْ رَدِّ صَدَقَۃِ مَانِعِ الزَّکَاۃِ'' میں یہ ضابطہ لکھا ہے کہ: کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔ یہ ضابطہ ایک حدیث شریف سے مستنبط و ماخوذ ہے۔ حدیث پاک کے کلمات مبارکہ یہ ہیں:

لما حضر ابابکر الموت دعا عمر فقال اتق اللہ یا عمر واعلم ان لہ عملا بالنہار لایقبلہ باللیل وعملاً باللیل لایقبلہ بالنہار واعلم انہ لایقبل نافلۃ حتی تؤدی الفریضۃ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر ارشاد فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں اگر رات میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں کہ انہیں اگر دن میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔ [1]

امام ابونُعَیم کے علاوہ دیگر محدثین کرام نے بھی اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے۔ جیسے عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں امام حناد رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد میں امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے تھذیب الآثار میں روایت کیا ہے۔ نیز مذکورہ حدیث پاک کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن کو ہمارے علما نے اس ضابطہ کی اصل بتایا ہے ان میں سے یہ کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] (حلیۃ الاولیاء جلد: 1, صفحہ: 36, باب ذکر المھاجرین)

اربع فرضهن الله فى الاسلام فمن جاء بثلاث لم يغنين عنه شئيا حتى ياتى بهن جميعا الصلوة والزكوة وصيام رمضان وحج البيت

ترجمہ: چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں تو جو، ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک وہ پوری چاروں نہ بجالائے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں: نماز، زکوٰۃ، روزہ، رمضان اور حج کعبہ۔ ❶

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الراشدین حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

امرنا باقام الصلوة و ايتاء الزكوة ومن لم يزك فلا صلوة له۔

ترجمہ: ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہے۔ ❷

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں:

فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم يقبل منه واهين۔

ترجمہ: جو کوئی فرض چھوڑ کر سنت ونفل میں مشغول ہوگا تو یہ سنت ونفل قبول نہیں ہوں گے اور وہ خوار کیا جائے گا۔ ❸

شیخ محقق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی فتوح الغیب کی مذکورہ عبارت کی تشریح میں ارشاد فرمایا کہ: ترك آں چه لازم و ضروری است واهتمام با آں چه نه ضروری است از فائده در عقل و خرد دور است چه دفع ضرر اهم است بر عاقل از جلب نفع بلکه بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است

---

❶ (مسند احمد بن حنبل جلد:4، صفحہ:201)

❷ (مجمع الزوائد جلد:3، صفحہ:62)

❸ (فتوح الغیب، صفحہ:273)

ترجمہ: لازم وضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں ہے اس کا اہتمام عقل وخرد میں فائدہ سے کوسوں دور ہے کیوں کہ ایک عاقل کے یہاں حصول نفع سے دفع ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں تو نفع ہے ہی نہیں۔

شیخ شہاب الدین سُہر وردی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ عوارف المعارف شریف میں لکھتے ہیں: کہ حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بلغنا ان الله لايقبل نافلة حتى يؤدى فريضة۔ يقول الله تعالى مثلكم كمثل العبد السوء بداء بالهداية قبل قضاء الدين۔

ترجمہ: ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اللہ عزوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے ارشاد فرماتا ہے: کہ تمہاری مثال اس برے بندے کی طرح ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔ [1]

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں چند مثالیں بھی پیش فرمائی ہیں جو فرائض کو ترک کر کے نوافل کا اہتمام کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: ''کہ جس آدمی کو سلطان طلب کرے وہ وہاں نہ جائے اس کے غلاموں کے پاس جائے اس کی مثال ایسی ہے۔ نیز مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ایک اور مثال آپ فتوح الغیب میں نقل فرماتے ہیں: جس عورت کا حمل عین وقت پر ساقط ہو جائے تو اس کا نقصان گویا دُگنا ہے کہ تکلیف بھی جھیلی اور بچہ بھی گیا۔ یہ مثال اس نفل خیرات کرنے والے کی ہے جو فرض ادا نہیں کرتا۔ (فتوح الغیب، صفحہ:273)

اہمیت فرائض کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ، قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے وہ قابل قبول ہوں گے؟ خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیات سے بے نیاز ہے۔ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے کوئی زمین دار مال گزاری تو بند کر لے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا

[1] (عوارف المعارف شریف صفحہ:168)

ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں۔ ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے فرض کیجیے آسامیوں سے کسی کھنڈ ساری کا رس بندھا ہوا ہے جب دینے کا وقت آئے وہ رس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم، خربوزے بھیجیں کیا یہ شخص ان سے راضی ہوگا؟ یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انہیں پہنچا سکتا ہے ان آم، خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا۔ سبحان اللہ! جب کھنڈ ساری کے مطالبات کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جلا وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا۔ (1)

ہم اپنے مضمون کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اسی سوالیہ جملے پر ختم کرتے ہیں کہ:
قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے وہ قابل قبول ہوں گے؟

❀❀❀

قصہ ہاروت وماروت کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی کمال احمد علیمی نظامی

جمہور مفسرین کرام، محدثین عظام اور محققین اسلام کے نزدیک یہ واقعہ باطل اور موضوع اسرائیلی روایت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ ؕ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۗ۫ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: اور یہ سلیمان اور یہ سلیمان کے عہدِ حکومت میں اس جادو کے پیچھے پڑ گئے جو

(1) فتاوی رضویہ، رسالہ مبارکہ: اعز الاکتناہ

شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہ کیا بلکہ شیطان کافر ہوئے جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (یہ تو اس جادو کے پیچھے بھی پڑ گئے تھے) جو بابل شہر میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو صرف (لوگوں کا) امتحان ہیں تو (اے لوگو! تم) اپنا ایمان ضائع نہ کرو۔ وہ لوگ ان فرشتوں سے ایسا جادو سیکھتے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال دیں حالانکہ وہ اس کے ذریعے کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور یہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان دے اور انہیں نفع نہ دے اور یقیناً انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا ہے آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور انہوں نے اپنی جانوں کا کتنا برا سودا کیا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ جانتے۔ ان آیات کی تفسیر میں امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

وكل ما عدا ظاهر القرآن في حال هذين الملكين فهو من الإسرائيليات ، يردها ما ثبت من عصمة الملائكة ، على وجه العموم ، دون ورود استثناء لهذا الأصل العام ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ * لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ * يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ﴾ الأنبياء 26-28

اسی میں ہے:

وقد روي في قصة "هاروت وماروت" عن جماعة من التابعين، كمجاهد ، والسدي ، والحسن البصري، وقتادة، وأبي العالية، والزهري، والربيع بن أنس، ومقاتل بن حيان، وغيرهم، وقصها خلق من المفسرين ، من المتقدمين والمتأخرين، وحاصلها راجع في تفصيلها إلى أخبار بني إسرائيل، إذ ليس فيها حديث مرفوع صحيح متصل الإسناد إلى الصادق المصدوق المعصوم الذي لا ينطق عن الهوى، وظاهر سياق القرآن إجمال القصة من غير بسط ، ولا إطناب فيها ، فنحن نؤمن بما ورد في القرآن ، على ما أراده الله تعالى، والله أعلم بحقيقة الحال [1]

---

[1] ابن کثیر (1/360)

اس سے ثابت ہوا کہ مذکورہ واقعہ ان اسرائیلی روایات میں سے ہے جو شریعت میں مردود ہیں، کیوں کہ یہ ایک مسلمہ عقیدہ عصمت ملائکہ کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (۲۶) لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ [1]

ترجمہ: اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے بات میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں وہ جانتا ہے۔

مزید ارشاد ہے:

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ [2]

وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ صرف اسی کی شفاعت کرتے ہیں جسے اللہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔

مزید ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ [3]

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سختی کرنے والے، طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ فرشتے معصوم ہیں، جب کہ مذکورہ واقعہ سے فرشتوں کا گنہ گار ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

[1] (الانبیاء:۲۷)

[2] (الانبیاء:۲۸)

[3] (التحریم:۶)

''ہاروت اور ماروت کا واقعہ جس طرح عوام میں مشہور ہے ائمہ کرام اس کا شدید اور سخت انکار کرتے ہیں، اس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروحات میں موجود ہے، یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ''ہاروت اور ماروت کے بارے میں یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی گھڑی ہوئی باتوں میں سے ہیں۔ اور راجح یہی ہے کہ ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی آزمائش کے لئے مقرر فرمایا کہ جو جادو سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ ''اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ'' ہم تو آزمائش ہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو ان کی بات نہ مانے وہ اپنے پاؤں پہ چل کے خود جہنم میں جائے، یہ فرشتے اگر اسے جادو سکھاتے ہیں تو وہ فرمانبرداری کر رہے ہیں نہ کہ نافرمانی کر رہے ہیں۔ [1]

واللہ اعلم بالصواب

نباضِ قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رحمۃ اللہ علیہ حیات وخدمات

(بمناسبت یومِ وصال: 18 ذوالحجہ)

(تحریر: پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمن قادری)

بہترین محقق ومصنف، بلند پایہ مدرس، شیریں بیاں مقرر، بالغ نظر مفتی اور بافیض شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج پیر ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان چنیدہ افراد میں ہوتا ہے، جو صدیوں بعد کسی قوم کو نصیب ہوتے ہیں۔ عشقِ رسول کا فروغ ان کی زندگی کا مقصد اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ وترویج ان کا مقدس مشن تھا۔ آپ کی ذات میں شریعت وطریقت دونوں چشمے یکجا تھے۔ آپ کی شخصیت کو علماء ومشائخ ہر دو طبقات کے

[1] (الشفاء، فصل فی القول فی عصمۃ الملائکۃ، ص ۱۷۵-۱۷۶، الجزء الثانی، فتاوی رضویہ، کتاب الشتی، ۲۶/ ۳۹۷)

لئے مشعلِ راہ کی حیثیت حاصل ہے۔ بلاشبہ آپ کا شمار ان اولیائے کاملین میں ہوتا ہے ،جن کے ذِکر پر بمطابق حدیث شریف رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔حصولِ برکت ورحمت کے لئے آپ کی ولادت تا وصال مختصر حالات اس لئے بھی زیرِنظر سطور میں قلمبند کئے جا رہے ہیں تا کہ نئی نسل ان کے نورانی حالات سے آگاہ ہو اور حیاتِ مستعار کو ان کی پیروی کرتے ہوئے باوقار بنانے میں کامیابی پائے۔

ولادت باسعادت: نباضِ قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ / دسمبر ۱۹۲۹ء میں اپنے ننھیالی گھر محلہ رنگ پورہ نزد جامع مسجد صدیقیہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ،جبکہ آپ کا آبائی علاقہ سیالکوٹ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع کوٹلی لوہاراں شرقی ہے جو نہایت مردم خیز بستی ہے۔

والدین کریمین: آپ کے والدِ بزرگوار عاشقِ رسول جناب شاہ محمد اعوان رحمۃ اللہ علیہ تھے ،جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا تہجد گزار اور نہایت پرہیزگار خاتون تھیں۔حضرت نباضِ قوم کا نام محمد صادق اِنہیں کی خواہش پر رکھا گیا،آپ فرمایا کرتی تھیں کہ ''میرے لاڈلے بیٹے کا نام محمد صادق ہے،ان شاء اللہ دنیا بھر میں اس کی صداقت کا ڈنکا بجے گا''۔بوقت تہجد آپ دعا فرماتیں ''یا اللہ! اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل میرے بیٹے کو عالمِ دین بنانا''۔

تعلیم وتربیت: ''فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی'' کے مصداق آپ کے والد ماجد کا بسلسلہ ملازمت تبادلہ مرکزِ اہلِ سنت بریلی شریف میں ہوگیا، جہاں آپ کو جامعہ رضویہ منظرِ اسلام کے شعبۂ حفظ میں داخل کروا دیا گیا۔ دورانِ تعلیم مزارِ اعلیٰ حضرت کی حاضری اور شاہزادگانِ اعلیٰ حضرت کی زیارت کی سعادت حاصل رہی۔ابھی چند پارے ہی حفظ کر پائے تھے کہ سیالکوٹ واپسی ہوگئی...... چند دن کسبِ ہنر کے لئے بٹھائے گئے لیکن بریلی شریف میں علمِ دین کی جو چاشنی نصیب ہوئی تھی اس کی برکت سے خلیفۂ اعلیٰ حضرت فقیہ اعظم علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کوٹلی لوہاراں مغربی حاضر ہوگئے، انہوں نے ''صرف'' کے چند اسباق پڑھانے کے بعد امیر ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ قائم جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں رجب المرجب ۱۳۶۴ھ/ جولائی ۱۹۴۵ء میں داخل کروا دیا۔ یہاں ابتدائی کتب آپ

نے مولانا مفتی آلِ حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، پھر عربی فارسی کی جملہ کتب مولانا علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کے پہلے جلسۂ دستارِ فضیلت کے موقع پر ۱۵/شعبان المعظم ۱۳۶۹ھ/ ۲/جون ۱۹۵۰ء کو دستارِ فضیلت اور سند فراغت سے مشرف ہوئے...... یوں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے شروع ہونے والا تعلیمی سفر جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں اختتام کو پہنچا۔

بیعت وخلافت: دورانِ تعلیم حضرت نباضِ قوم نے محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی کی جامع الصفات شخصیت سے متاثر ہوکر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ شیخِ کامل نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں سب سے پہلے خلافت سے نوازا، جس کی وجہ سے آپ کو حضور محدثِ اعظم کا خلیفۂ اوّل ونائبِ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ مزید کرم فرماتے ہوئے شجرہ مبارک کا یہ شعر بھی حضور محدثِ اعظم نے ہی تجویز فرمایا: ؎

زینتِ صدق و صفا سے کر مجھے آراستہ مرشدی صادق محمد باصفا کے واسطے

☆ بعد ازاں شاہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔

زینت المساجد گوجرانوالہ تشریف آوری: گوجرانوالہ کی قدیمی جامع مسجد جس کی تعمیر نو کے موقع پر امیر ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''زینت المساجد'' نام رکھا تھا، اس کے لئے کسی قابل امام وخطیب کی تلاش میں انتظامیہ کا وفد محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کسی جوہرِ قابل کا طالب ہوا...... محدثِ اعظم پاکستان نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے پاسبانِ مسلکِ رضا مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی کو گوجرانوالہ جانے کا حکم فرمایا اور اپنے اکیس سالہ اس قابلِ فخر تلمیذِ ارشد کی چھوٹی عمر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''یہ مولانا محمد صادق ہیں' اِن کو چھوٹا نہ دیکھنا' کیونکہ انگوٹھی میں نگینہ چھوٹا مگر قیمتی ہوتا ہے' یہ آپ کو بہت کام دیں گے اوران شاء اللہ ان کی برکت سے سنیت کا بہت چرچا ہوگا''۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ جیسے محدثِ اعظم پاکستان نے فرمایا تھا، وہ ارشاد مبارک سچ ثابت ہوا، گوجرانوالہ کے خزاں زدہ دینی

ماحول میں بہار آ گئی......شہر کے درو دیوار درود وسلام کی گونج اور صلوٰۃ وسلام کی مہک سے معطر و معنبر ہو گئے۔

دینی وملّی خدمات: حضرت نباضِ قوم کی دینی وملّی خدمات کا بیان تو بڑی تفصیل کا متقاضی ہے لیکن بطورِ نمونہ چند خدمات سپردِ قلم کی جا رہی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کی بدولت شہر کے دینی ماحول کو ایک نئی جہت ملی، جہاں کبھی اہلِ سنت کے اجتماعات نہ ہونے کے برابر تھے، وہاں گلی گلی، کوچہ کوچہ اہلِ سنت کے اجلاس نہایت بھرپور اور کامیابی کے ساتھ منعقد ہونے لگے، جہاں صرف تین سنی مساجد تھیں، وہاں آپ کی مجاہدانہ کاوشوں سے ۲۰۰۷ء تک یہ تعداد ۱۰۶۴ تک جا پہنچی۔ جلوسِ میلاد اگرچہ پہلے بھی نکالا جاتا تھا لیکن جو تنظیم اور رونق آپ کے آنے سے پیدا ہوئی، وہ پہلے کبھی نہ دیکھی گئی۔ آپ کی قیادت میں ۶۶ سال تک جلوسِ میلاد پوری آب وتاب کے ساتھ نکلتا رہا اور ان شاء اللہ تا صبح قیامت جاری وساری رہے گا۔ علاوہ ازیں ''جشن میلاد گھر گھر مناؤ سبھی'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے احباب کو اپنے گھروں کو ذِکرِ رسالت سے منور کرنے کی ترغیب دی، جس کے نتیجے میں کثیر تعداد میں گھروں میں محافلِ میلاد منعقد ہوئیں اور ہو رہی ہیں......ذِکرِ مصطفیٰ کی ان بہاروں کو دیکھ کر مفسرِ قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا ''مولانا! آپ نے تو گوجرانوالہ میں اسلام کا چرچا فرما دیا ہے''۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا قیام: گوجرانوالہ میں ایک ایسے دار العلوم کی اشد ضرورت تھی، جہاں معیاری دینی تعلیم دی جا سکے۔ اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم قائم کیا جس کا افتتاح ۱۴ رشوال المکرم ۱۳۷۴ھ/ ۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء کو محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تھوڑے عرصہ بعد ہی زینت المساجد کی شرقی اور غربی دونوں جانب دار العلوم کی دو مستقل عمارات تعمیر ہو گئیں۔ ابتداء میں درسِ نظامی کی کتب حضرت نباضِ قوم خود پڑھاتے رہے لیکن مصروفیات بڑھنے پر یہ فریضہ مدرسین کے سپرد کر دیا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے، جس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ علماؤ مشائخ، مدرسین ومفسرین، مفکرین ومناظرین، خطباء وصوفیاء، مفتیانِ کرام اور صلحائے قوم شامل ہیں، جو دنیا بھر میں حضور نباضِ قوم کا علمی وروحانی فیضان تقسیم فرما رہے ہیں۔

☆ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا نیو کیمپس ٹمبر مارکیٹ عالم چوک کے قریب زیرِ تعمیر ہے، جس کا سنگِ بنیاد ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء میں خود حضرت نباضِ قوم نے رکھا۔ جامعہ کے ساتھ مسجد رضائے مصطفیٰ بھی تعمیر و تزئین کے مراحل سے گزر رہی ہے، جس کا دیدہ زیب گنبد و مینار بائی پاس روڈ پر دور ہی سے دعوتِ نظارہ دیتا ہے۔ حافظ آباد روڈ کلر آبادی میں سنی رضوی جامع مسجد اور رضائے مصطفیٰ سکول بھی عرصۂ دراز سے کام کر رہے ہیں۔

جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان: دین کی خدمت کو مربوط و منظم انداز میں انجام دینے کے لئے جماعت رضائے مصطفیٰ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ: تبلیغی میدان میں لٹریچر کی اہمیت مسلمہ ہے' جس سے عقائد اہلِ سنت کی ترویج کے ساتھ ساتھ مخالفین کے اعتراضات کے ہاتھوں ہاتھ جواب دینا ممکن ہوتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حضور محدثِ اعظم پاکستان کی سرپرستی اور نائب محدثِ اعظم کی نگرانی میں ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء میں ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ کا اجراء عمل میں آیا، اس کے مدیر رفیقِ نباضِ قوم مولانا الحاج محمد حفیظ نیازی مقرر ہوئے' جو جلد ہی اہلِ سنت کا بین الاقوامی ترجمان کہلانے لگا۔ رکاوٹوں اور بے جا مقدمہ بازیوں کے باوجود یہ جریدہ مسلسل اشاعت کے ۶۴ ویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔

تصنیفاتِ مبارکہ: آپ کی بیسیوں کتب میں سے چند اہم کے نام یہ ہیں:

نورانی حقائق' تاریخی حقائق' روحانی حقائق' براہین صادق' دعوتِ عمل' مسلکِ سیدنا صدیق اکبرؓ وغیرہ۔ علاوہ ازیں مختلف عنوانات پر پچاس کے قریب آپ کے تحریر کردہ مقالات کو اشتہار کی شکل میں شائع کیا گیا۔

اخلاق و عادات: حضرت نباضِ قوم اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ کی ایک ایک ادا سے عشقِ رسول کا ظہور ہوتا تھا۔ سنت رسول کی پابندی آپ کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ آپ کی پرہیزگاری ضرب المثل تھی۔

علالت و سفرِ آخرت: وصال سے کوئی سات سال قبل آپ بوجہ ضعف و نقاہت صاحب فراش تھے لیکن علالت کے باوجود آپ کے چہرۂ مبارک کی نورانیت میں کوئی فرق نہ آیا۔

☆ ۱۸؍ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ/ ۳؍۱ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو یوم سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے موقع پر، عصر کے بعد آپ کے کمرے میں آپ ہی کی آواز میں ریکارڈ شدہ اعلیٰ حضرت کا ایمان افروز کلام:

سچی بات سکھاتے یہ ہیں......سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں

گونج رہا تھا......جب ٹیپ ریکارڈ سے یہ شعر گونجا:

نزعِ روح میں آسانی دیں......کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

تو ایک دم آپ نے آنکھیں کھولیں، خوب مسکرائے اور بآواز بلند کلمہ شریف پڑھنے لگے پھر درود شریف ان الفاظ میں پڑھا:

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ وعلیٰ آلك واصحابك یا حبیب اللہ

یہ وہ آخری الفاظ تھے جو آپ کے مقدس ہونٹوں سے ادا ہوئے۔ یاد رہے عالم نزع میں کسی قسم کی گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ دیکھے گئے، بلکہ درود شریف کے آخری الفاظ یا حبیب اللہ پر آنکھیں اور آواز بند ہو جانے سے ہی معلوم ہوا کہ طائر روح عالمِ قدس کی طرف پرواز کر گیا ہے۔ یہ مغرب کی اذاں سے قبل تقریباً پانچ بج کر چالیس منٹ کا وقت تھا......ابھی دنیاوی سورج کے غروب ہونے میں چند منٹ رہتے تھے کہ آفتابِ علم ومعرفت نوّے سال ضیا پاشیوں کے بعد غروب ہو گیا اور دنیائے علم ومعرفت میں اندھیرا چھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عرسِ مقدس: آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے، جہاں ہر سال ۱۷،۱۸ ذوالحجہ کو آپکا عرس مبارک فیض بخشِ عام ہوتا ہے، جس میں ہزاروں کی تعداد میں احباب شرکت کرتے ہیں جبکہ ہر چاند کی اٹھارہ تاریخ کو ماہانہ ختم شریف ہوتا ہے، جس میں سینکڑوں افراد شرکت کی سعادت پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے مزار شریف پر کروڑوں رحمتوں کی برسات فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ آمین

قابلِ مُطالعہ کتابیں